تقریر

تقریر بابت ایمان
وقت 5-7 منٹ

ایمان کی ستّر شاخوں میں سے کچھ کا تذکرہ

(تقریر نمبر6)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ (البقرہ:223)

یقیناً اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں سے (بھی) محبت کرتا ہے۔

دینِ خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دور ہے وہ خدا سے بھی دور ہے
دینِ خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا

(درثمین)

معزز سامعین! آج مجھے "ایمان کی ستّر شاخوں" میں سے دوسرے حصّہ "جسم اور اعضاء سے تعلق رکھنے والے اعمال یا شاخوں" میں سے پہلی تقریر پر گفتگو کرنی ہے جو مجموعی طور پر چھٹی تقریر ہے۔ دوسرے حصہ کی شاخوں کی تعداد 40 ہے، جن کا تعلق انسان کی ظاہری عبادات، معاملات اور اخلاق سے ہے۔ جیسے

عبادات: طہارت و پاکیزگی کا خیال رکھنا، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، اعتکاف اور صدقہ و خیرات ادا کرنا۔

معاملات: دیانت داری کے ساتھ تجارت کرنا، امانت لوٹانا، قرض کی ادائیگی اور یتیموں کے حقوق کا خیال رکھنا۔

حقوق العباد: والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، صلہ رحمی (رشتے داروں سے اچھا برتاؤ)، غلاموں / ماتحتوں پر شفقت۔

اخلاق: حیا (ایمان کی سب سے بڑی شاخ)، مہمان نوازی، عفت و پاکدامنی۔

معاشرتی فلاح: راستے سے تکلیف دہ چیز (مثلاً کانٹا، پتھر) ہٹادینا (ایمان کا سب سے ادنیٰ شعبہ)، لوگوں میں صلح کروانا، اور بُرائی سے روکنا۔

1۔عبادات۔ سب سے پہلے عبادات کو لیتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ (البقرہ:223)

کہ یقیناً اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں سے (بھی) محبت کرتا ہے۔

حدیث میں ہے۔ وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ، وَالطُّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ (ترمذی کتاب الدعوات) کہ روزہ نصف صبر ہے جبکہ طہارت اور صفائی نصف ایمان ہے۔

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور ہمیں ہر طرح کی تعلیم سے آگاہ کرتا ہے۔ دینِ اسلام میں انسانی جسم کی صفائی سے لے کر گلی، محلہ اور پوری قوم تک کے لیے صفائی کے احکام موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدّد مقامات پر صفائی پسند لوگوں کی تعریف کی ہے۔ اس صفائی کی وجہ سے خدا تعالیٰ ان سے محبت بھی کرتا ہے۔ حتّٰی کہ ایک مؤمن کی جملہ عبادات کا وضو سے مشروط ہونا صفائی کی اہمیت کو اُجاگر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں نماز کے لیے وضو کو ضروری قرار دیا اور فرمایا یا

أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائدہ:7) اے وہ لوگو جو ایمان لائے

ہو!جب تم نماز کی طرف جانے کے لئے اٹھو تو اپنے چہروں کو دھولیا کرو اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں تک اور اپنے سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں بھی دھولیا کرو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو پاکیزگی اختیار کرنے کی طرف بہت توجہ دلائی۔ آپؐ نے فرمایا : اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْإِیْمَانِ (صحیح مسلم کتاب الطھارۃ) کہ صفائی نصف ایمان ہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

10 امور فطرت کا حصّہ ہیں۔ مونچھیں تراشنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، پانی سے ناک صاف کرنا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے پورے صاف رکھنا، بغلوں کے بال کاٹنا، زیر ناف بال کاٹنا اور استنجاء کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ دسویں بات میں بھول گیا غالباً وہ کھانے کے بعد کُلی کرنا ہے۔

(مسلم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”قرآن شریف نے تمام عبادات اور اندرونی پاکیزگی کے اغراض اور خشوع اور خضوع کے مقاصد میں جسمانی طہارتوں اور جسمانی آداب اور جسمانی تعدیل کو بہت ملحوظ رکھا ہے اور غور کرنے کے وقت یہی فلاسفی نہایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جسمانی اوضاع کا روح پر بہت قوی اثر ہے۔“

(روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 319)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اسلام ایک ایسا کامل اور مکمّل مذہب ہے جس میں بظاہر چھوٹی نظر آنے والی بات کے متعلق بھی احکامات موجود ہیں۔ یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں انسان کی شخصیت کو بنانے اور کردار کو سنوارنے کا باعث بنتی ہیں۔ ان سے ظاہری طور پر بھی انسان کے مزاج کا پتہ چلتا ہے اور اگر مؤمن ہے تو اللہ تعالیٰ سے تعلق کا بھی پتہ چلتا ہے، انہی باتوں میں سے ایک پاکیزگی یا طہارت یا نظافت ہے اور ایک مؤمن میں اس کا پایا جانا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی اور صفائی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (البقرہ:223) لیکن یہ بات واضح ہونی چاہئے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ اصل اللہ تعالیٰ کا محبوب انسان اس وقت بنتا ہے جب توبہ و استغفار سے اپنی باطنی صفائی کا بھی ظاہری صفائی کے ساتھ اہتمام کرے۔ ہم میں سے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد ہم اپنی ظاہری و باطنی صفائی کی طرف خاص توجہ دیں تا کہ ہماری روح و جسم ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے والے ہوں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 اپریل 2004ء)

نماز

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذّاریات:57) یعنی مَیں نے جنّ وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے آغاز میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہہ کر مؤمنوں کو اپنے اللہ کی عبادت کرنے اور اُس سے استعانت چاہنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے بلکہ اِس سے اگلی سورۃ البقرہ کے آغاز میں ہی متقیوں کی صفات بیان کرتے ہوئے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کہہ کر قیامِ نماز کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو ایک حکم کا درجہ رکھتی ہے۔ اِس سے نماز کی اہمیت اور افادیت کا بآسانی اندازہ ہو سکتا ہے۔ اِس کے علاوہ قرآنِ کریم میں بے شمار جگہوں پر نماز کی اہمیت، فرضیّت، حفاظت اور برکات کا ذکر ملتا ہے جو پچاس دفعہ سے زائد ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی جزء 4 صفحہ 300) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ نماز مؤمن کی معراج ہے اور نماز کو عبادت کا مغز بھی کہا ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اُس نے کفر کیا۔ (المعجم الاوسط للطبرانی جزء 3 صفحہ 343) اور باجماعت نماز کی فضیلت ستائیس گُنا بیان فرمائی۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان) پھر آپؐ نے نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر تو یہ حساب ٹھیک رہا تو کامیاب ہو گیا اور نجات پالی ورنہ گھاٹا پایا، نقصان اٹھایا۔ (سنن الترمذی ابواب الصلاۃ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ

(سنن نسائی حدیث نمبر3392)

سامعین! جب نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو پھر ایک مؤمن کو بھی نماز کے ذریعہ ہی ٹھنڈک، راحت اور سرور حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ نماز مؤمن کی معراج بن جائے۔ نماز مؤمن کو اللہ تعالیٰ سے ملانے کا ذریعہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز کو خدا تعالیٰ سے ملانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"فَإِنَّ الصَّلٰوةَ مَرْكَبٌ يُوْصِلُ الْعَبْدَ إِلٰى رَبِّ الْعِبَادِ کہ نماز ایک ایسی سواری ہے جو بندہ کو پروردگارِ عالم تک پہنچاتی ہے۔"

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد18 صفحہ166)

ایک عورت نے ایک عالم سے پوچھا۔ مَیں اپنے بچوں کے ساتھ ایسا کیا کروں کہ فجر کے وقت ان کی گہری نیند کے باوجود بھی اُن کو نماز کے لیے اٹھا سکوں۔ عالم نے کہا تم اس وقت کیا کرو گی جب گھر میں آگ لگ جائے اور بچے گہری نیند سو رہے ہوں۔ عورت نے جواب دیا مَیں انہیں جگاؤں گی۔ عالم نے کہا کہ اگر اُن کی نیند گہری ہوئی تو پھر؟ عورت نے جواب دیا واللہ! مَیں یا تو انہیں جگاؤں گی یا اُن کی گردنوں سے پکڑ کر ان کو گھسیٹ کر باہر لے جاؤں گی۔ تب عالم نے کہا۔ اگر تم انہیں دنیا کی آگ سے بچانے کے لیے یہ کرو گی تو انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے بھی ایسا ہی کرو۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 14 مارچ2026ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"نماز کو خوب سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے۔ نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے۔ اِس لئے کہا گیا نماز مؤمن کی معراج ہے۔ اس دین میں ہزاروں لاکھوں اولیاءُ اللہ، راست باز، اَبدال، قطب گزرے ہیں۔ انہوں نے یہ مدارج اور مراتب کیونکر حاصل کئے؟ اِسی نماز کے ذریعہ سے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں... میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور فی الحقیقت جب انسان اِس مقام اور درجہ پر پہنچتا ہے تو اُس کے لئے اکمل اتم لذّت نماز ہی ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد8 صفحہ310)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے۔"

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد2 صفحہ54)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"انسان کی زندگی مستقل بلاؤں اور مصیبتوں میں گھری ہوئی ہے اور شیطان ہر وقت حملے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ پھر انسان کی زندگی میں مختلف کیفیات اور حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں اس لئے ان بلاؤں اور مصیبتوں سے بچنے کے لئے اور شیطان کے حملوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے اور ان مختلف کیفیات اور حالات کے مطابق جو صورتحال پیدا ہوتی رہتی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ فرض کیا ہے کہ دن کے پانچ حصوں میں اللہ کے حضور حاضر ہوا جائے اور جہاں انسان وقت پر نماز پڑھنے کی وجہ سے ان حملوں سے محفوظ رہے گا وہاں روحانیت میں ترقی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا بھی ہو گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اپریل2006ء)

روزہ

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:184)

یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اُسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

روزہ دراصل گناہوں اور بدیوں کو جلانے کے لیے آتا ہے اور انسان کو حرام تو کیا بعض حلال اور جائز کام کرنے سے بھی منع کرتا ہے اور بدیوں کے خلاف نفرت پیدا کرتا ہے۔ مگر جو روزہ رکھ کر بھی انہی گناہوں میں گر جائے تو پھر اس کا بھوکا پیاسا رہنا کسی بھی ثواب اور اجر کا مستحق نہیں بلکہ وہ تو اور بھی زیادہ گنہگار ہو گا اور زیادہ کڑی سزا کا مستحق ہو گا۔ رمضان کے مہینے میں انسان جب بدیوں کو چھوڑتا ہے اور جیسے جیسے اس کا تزکیہ نفس ہونے لگتا ہے اُس کی نمازیں زندہ ہونے لگتی ہیں اور عبادت میں ذوق وشوق بڑھنے لگتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا بھی ایک دروازہ ہے اور وہ دروازہ روزے ہیں۔

(جامع الصغیر)

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ تو میرے لئے ہیں مَیں ہی ان کی جزا بن جاتا ہوں۔

(ترمذی۔ابواب الصوم)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَه مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

یعنی جس نے رمضان کے روزے ایمان اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے۔ اس کے رمضان سے پہلے کئے گئے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(سنن ابی داؤد ،کتاب الصلاۃ ،باب فی قیام شھر رمضان)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے نزول کے دن ہیں"۔

(الحکم 24 جنوری 1901ء صفحہ 5)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"روزوں میں ہر شخص کو اپنے نفس کا بھی محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ دیکھتے رہنا چاہئے کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اس میں میں جائزہ لوں کہ میرے میں کیا کیا بُرائیاں ہیں، ان کا جائزہ لوں۔ ان میں سے کون کون سی بُرائیاں ہیں جو مَیں آسانی سے چھوڑ سکتا ہوں ان کو چھوڑوں۔ کون کون سی نیکیاں ہیں جو مَیں نہیں کر سکتا یا مَیں نہیں کر رہا اور کون کون سی نیکیاں ہیں جو مَیں اختیار کرنے کی کوشش کروں۔ تو اگر ہر شخص ایک دو نیکیاں اختیار کرنے کی کوشش کرے اور ایک دو بُرائیاں چھوڑنے کی کوشش کرے اور اس پر پھر قائم رہے تو سمجھیں کہ آپ نے رمضان کی برکات سے ایک بہت بڑی برکت سے فائدہ اٹھالیا۔"

(خطباتِ مسرور جلد 1 صفحہ 418)

زکوۃ

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ (البقرہ:278)

یعنی یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور انہوں نے نماز کو قائم کیا اور زکوۃ دی' اُن کے لئے اُن کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے۔

زکوۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے اور ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ زکوۃ کے لغوی معنی پاکیزہ کرنا یا پروان چڑھانا ہیں۔ اس کا بنیادی مقصد غریبوں کی مدد، معاشرتی فلاح وبہبود میں صاحبِ ثروت لوگوں کا حصّہ ملانا اور مستحق لوگوں تک زندگی گزارنے کا سامان بہم پہنچانا ہے۔ پاکیزگی سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مال ودولت میں جو غریبوں کا حق مقرر کیا ہے اس کو خلوص دل اور رضامندی سے ادا کیا جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی، اُس کی بیٹی نے سونے کے دو بھاری کنگن پہنے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت سے پوچھا کہ کیا تم ان کی زکوۃ بھی دیتی ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تُو پسند کرتی ہے

کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اِن کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنائے؟ اس عورت نے دونوں کنگن اتار کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیے اور بولی: یہ اللہ عزّوجلّ اور اس کے رسولؐ کی خاطر پیش ہیں۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب الکنزما ھو وزکوٰۃ الحلی)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: مجھے کوئی ایسا کام بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ لوگوں نے کہا: اسے کیا ہوا ہے؟ اسے کیا ہوا ہے؟) یعنی اس کے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت بڑی ضرورت ہے۔ (تمہیں چاہیے کہ) اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز سنوار کر ادا کرو اور زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔

(بخاری کِتَاب الزَّكَاة بَابُ وُجُوبِ الزَّكَاةِ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب پھل پک جاتے اور زکوٰۃ کا وقت آتا تو صحابہؓ جوق در جوق اپنے اموال کی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوتے۔ کوئی اِدھر سے کھجوریں لے کر آرہا ہے کوئی اُدھر سے آرہا ہے یہاں تک کہ ایک ڈھیر لگ جاتا۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اخذ صدقۃ التمر)

زکوٰۃ کا ایک نصاب ہوتا ہے اور اُس کی ایک معیّن شرح ہے۔ زمینداروں کے لئے بھی جو کسی قسم کا ٹیکس نہیں دے رہے ہوتے ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اسی طرح جنہوں نے جانور وغیرہ بھیڑ، بکریاں، گائے وغیرہ پالی ہوتی ہیں ان پر بھی ایک معیّن تعداد سے زائد ہونے پر یا ایک معیّن تعداد ہونے تک پر زکوٰۃ ہے۔ پھر بنک میں یا کہیں بھی جو ایک معیّن رقم سال بھر پڑی رہے اس پر بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔ پھر عورتوں کے زیوروں پر زکوٰۃ ہے۔ باون تولے چاندی تک کا زیور ہے یا اس کی قیمت کے برابر اگر سونے کا زیور ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے اور اڑھائی فی صد اس کے حساب سے زکوٰۃ دینی چاہئے اس کی قیمت کے لحاظ سے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" زکوٰۃ کا نام اسی لئے زکوٰۃ ہے کہ انسان اس کی بجا آوری سے یعنی اپنے مال کو جو اس کو بہت پیارا ہے لِلّٰہ دینے سے بخل کی پلیدی سے پاک ہو جاتا ہے اور جب بخل کی پلیدی جس سے انسان طبعًا بہت تعلق رکھتا ہے انسان کے اندر سے نکل جاتی ہے تو وہ کسی حد تک پاک بن کر خدا سے جو اپنی ذات میں پاک ہے ایک مناسبت پیدا کر لیتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن 21 صفحہ 203-204)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں بعض سوال ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی حکم ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کو ضرور ادا کرنی چاہئے اور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔ بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بنکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اس پہ بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ پھر عورتوں کے زیورات ہیں ان پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ جو کم از کم شرح ہے اس کے مطابق ان زیورات پہ زکوٰۃ ہونی چاہئے۔ پھر بعض زمینداروں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کو اپنی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ تو یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہرحال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔"

(خطبہ جمعہ 31/ مارچ 2006ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡